"لیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعاً او اشتاتا" جیسے مناسب ہو۔ اس کا انتظام کیا جاوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بھی اس قسم کے واقعات پیش آتے تھے۔ تو آپنے جماعت مہاجرین کو تاکید کی تھی کہ وہ انصار کی امداد فرما کر ان کا ہاتھ بٹائیں۔ اس میں ایک یہ بھی حکمت تھی۔ کہ آپ نے دیکھ لیا تھا۔ کہ اگر جماعت انصار پر مہاجرین کی تواضع اور مہمانداری کا بوجھ پڑا رہے گا۔ تو آخر یہ کب تک نبھے گا۔ پس ہمارے خیال میں یہ ضروری ہے۔ کہ اس قسم کی تقریبوں پر ہر ایک ممبر جماعت کا فرض ہے۔ کہ وہ دور اندیشی سے کام لے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اس موقعہ پر بھی بہت سے احمدی احباب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ارشاد کی تعمیل پر عمل چاہا تھا۔ لیکن لاہور کے بعض احمدی ممبروں کی وسعت حوصلگی اور کشادہ دلی نے سردست اسکی ضرورت کو محسوس نکیا۔ علاوہ ان رہائشی مکانوں کے جو کہ مہمانوں کے لئے طیار کئے گئے تھے۔ ہر ایک ذی مقدرت احمدی بھائی کا مکان لاہور میں مہاجرین کے آرام دہی کے لیے وقف تھا۔ جو جہاں زیادہ آسایش دیکھتا۔ وہ وہاں آرام کر سکتا تھا۔

لاہور کی پبلک

ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس پندرہ روزہ قیام میں پبلک لاہور کا سلوک احمدی جماعت اور اسکے لیڈر حضرت مسیح علیہ السلام سے کیا کچھ رہا۔ اس کا بھی ذکر بیان کیا جاوے۔ مسیح موعود علیہ السلام کی تشریف آوری کی خبر جونکہ لاہور میں پھیل گئی تھی اسلئے جب سے اپنے قدم یہاں رکھا۔ اس وقت سے لیکر آپکی روانگی تک عام طور پر ہر وقت جم غفیر مکان کے نیچے اور مقابل نظر آتا تھا۔ اول اول تو پبلک کا یہی خیال تھا۔ کہ یہ ایک قسم کی دوکانداری ہے۔ لیکن ہر روزہ واقعات اور مشاہدات نے آخر بعضوں کو رائے بدلنی کی نوبت دی۔ اور خود ہمنے اپنے کانوں لوگوں کو یہ کہتے سنا۔ کہ اس کا نام دوکانداری ہرگز نہیں۔ اس لمبے قیام کا یہ اثر ہوا۔ کہ لکچر دیے جانے سے پیشتر پبلک میں ۳ قسم کے گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ تو شقاوت ازلی کے باعث کسی قسم کا تغیر اپنی رائے میں نہ کر سکا۔ اور وہ اُسے آخر تک دھوکہ کی ٹٹی ہی خیال کرتا رہا۔ ایک گروہ نے حرکت کی۔ اور وہ سب وشتم سے خود باز آیا۔ اور لوگوں کو بھی نصیحت کرنے لگا۔ کہ کسی حال میں ان لوگوں کو نظر حقارت سے نہ دیکھنا چاہیئے۔ اور نہ بدگوئی کرنی چاہیئے۔ اور ایک گروہ وہ تھا جس نے اُن سے بڑھ کر معرفت میں حصہ لیا۔ اور اُسکے ایک حصہ نے تو مسیح کو قبول کیا۔ اور دوسرا قبولیت کے لئے پورے طور پر آمادہ ہو گیا۔

کوئی گلی اور کوئی کوچہ اور کوئی بازار لاہور کا ایسا نہ رہا۔ جہاں حضرت مرزا صاحب کا چرچا نہ ہو۔ صبح سے شام تک خاص وعام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کیلئے تشریف لاتے۔ اور اکثر حصہ ان کا اس لیے بادل ناکام واپس جاتا۔ کہ حضور طبیعت کی ناسازی یا عدیم الفرصتی کے باعث انکی آرزو کو پورا نہ کر سکتے۔ ایسے ہی عورتوں کے غول درغول اپکی زیارت کیلئے آتے رہے۔ لیکن اس رحمۃ للعلمین وجود نے آخر کار لوگوں کے شیشہ دل کو سنگ ناکامی سے چور ہوتا دیکھکر دو تین دفعہ پبلک میں ظہور فرمایا۔ جس سے اکثر حصہ کی شکایات عدم زیارت رفع ہو گئیں۔

عام پبلک کے علاوہ بعض فقرا بھی آتے۔ اور کھڑے ہو کر نعرے لگاتے۔ ایک ان میں سے سبز پوش صاحب جو کہ ریشمی کرتہ با چوغہ زیب تن کئے ہوئے اور ایک مخمل کی ٹوپی جس پر گوٹہ کناری سے کلمہ شریف اور کچھ اور عبارتیں لکھی ہوئی تھیں۔ سر پر دھرے ہوئے تشریف لائے اور ملاقات کی ....

.... خواہش ظاہر کی۔ حضور کیخدمت میں پونچ کر اوس نے سوال کیا۔ کہ عاشق ہو یا معشوق۔ آپنے فرمایا۔ کہ ہم نے سب کچھ کتابوں میں لکھدیا۔ وہاں دیکھ لو۔ اس پر اس نے سوال کیا۔ کہ جو کچھ کتابوں مین لکھا ہے۔ کیا وہ سب سچ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ اس پر اس نے درخواست کی۔ کہ اُسے تحریر فرما دیجیے۔ آپ نے حکم دیا۔ کہ ایک ہفتہ کے بعد آنا۔ ہم لکھ دیوینگے۔ چنانچہ ایک ہفتہ کے بعد جب وہ سائیں صاحب ۲۸ تاریخ کو تشریف لائے۔ تو آپ نے یہ عبارت لکھکر اور اپنی مہر ثبت کر کے انکے حوالے کی۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم ✤ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر جو جھوٹوں پر لعنتہ کرتا ہے۔ یہ گواہی دیتا ہوں۔ کہ جو کچھ میں نے دعوے کیا ہے۔ یا جو کچھ اپنے دعوے کی تائید میں لکھا ہے۔ یا جو میں نے الہام الٰہی اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں۔ وہ سب صحیح ہے سچ ہے۔ اور درست ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

الراقم خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ"

اسی طرح ایک فقیر برقعہ پوش تھے۔ جو کہ تھے تو مرد اور نہ آپ کو جناب خواجہ فرید صاحب مرحوم چاچڑان والے کے مرید کہتے تھے۔ لیکن سر سے پاؤں تک نیلے کپڑے کا برقعہ اوڑھے رہتے تھے۔ رات کو بھی اُسے نہ اُتارتے تھے۔ اس بدعت کو دیکھکر ہر ایک شخص اُونسے سوال کرتا کہ خلاف طریق نبوی تم نے یہ کیون کیا۔ لوگوں سے تنگ آ کر انہوں نے حکیم نورالدین صاحب سے شکایت کی۔ آپ نے لوگوں کو منع کیا۔ لیکن عوام الناس کب رکتے۔ یہ کہتے تھے۔ کہ مین حضرت مرزا صاحب سے ملاقات کے لئے بہاولپور سے آیا ہون۔ لیکن دو دن تک جب ملاقات کا موقعہ نہ ملا۔ تو گھبرا گئے اور عدم استقلال دکھلا کر چلے گئے۔ پولیس بھی ان کو مشتبہ الحال جان کر نگرانی کرنے لگی تھی۔ شاید اس لئے بھی دل برداشتہ ہو گئے۔ (واللہ عالم بالصواب)

ہم نہایت افسوس کے ساتھ اس واقعہ کو بھی بیان کرتے ہین۔ جو کہ ۲۹ اگست کو شام کے وقت بعض شریر اور مفسد طبائع سے وقوع مین آیا۔ کل جماعت نماز مغرب مین مصروف تھی۔ کہ چند بدمعاشوں نے موقعہ پا کر اور دروازہ کو دربان سے خالی دیکھکر اوپر چڑھ جانے کی کوشش کی۔ ابھی وہ زینہ پر ہی تھے۔ کہ بعض جان نثاروں کو خبر ہو گئی اور انھوں نے آ کر روکا۔ اور مقتضائے وقت کے لحاظ سے جو بن پڑا وہ ہوا۔ آخر مناسب سمجھا گیا۔ کہ پولیس سپرنٹنڈنٹ کو اطلاع دی جاوے۔ جس پر دو پولیس مین سرکاری طور پر روانہ کئے گئے۔ جو ہر وقت موجود رہتے اور مجمع کو منتشر کرتے رہتے تھے۔

دوسرے دن ایک افسر ..... پولیس کا ادھر سے گذر ہوا۔ آپ نے پوچھا۔ کہ یہاں کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود تشریف لائے ہین۔ یہ نام سنکر آپنے ملاقات کی خواہش کی۔ اور چلتے وقت تاکید کی۔ کہ اگر کسی قسم کا خطرہ یا ہنگامہ ہو تو فوراً مجھے اطلاع دی جاوے۔ مین کافی انتظام کرون گا۔ اور جس دن حضرت مرزا صاحب کا لکچر ہو۔ اُسدن خصوصیت سے مجھے بھی خبر کی جاوے۔ تاکہ شامل جلسہ ہون۔

ناظرین اس خبر کو سن کر متعجب ہو نگے۔ کہ ان دنوں میں بھی قتل کی دہمکیان متواتر طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملتی رہیں۔ یہ بذریعہ کارڈون کے ڈاک خانون کے واسطہ سے پونہچتی تھیں۔ ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ دراصل ان خطوط کا لکھنے والا کون تھا۔ آیا کوئی ہندو تھا۔ یا آریہ یا مسلمان۔ یا عیسائی۔ بہر حال کوئی نہ کوئی ناعاقبت اندیش ضرور تھا۔ جو کہ کارڈ پر اس قسم کے مضمون لکھکر حضرت مرزا صاحب کے پتہ پر ڈالدیتا۔ اسو تاریخ کو ایک کارڈ ہماری نظر سے بھی گذرا۔ جس کا مضمون تھا۔

"پرمیشر کا احسان کہ میری محنت ٹھکانے لگی۔ یعنے جب دوسرا خط لکھا۔ .. .. اس روز تونے چوری چوری لکچر کیا۔ خیر اب ۳ تاریخ کو اپنے بال بچوں سے ملکر آنا۔ میں پنڈت لیکھرام مرحوم شہید کا انتقام لونگا

ضروری نوٹ: ۳۰ اگست کا اخبار شائع کرنے کے بعد میرا یہ خیال تھا کہ اب کی پوری ہو جاویگی۔ پھر لاہور کی جلسہ کی شراکت اور کارخانہ کے اسی وجہ سے بند ہو جانے اور اندی... کے سلسلہ میں فرق آ جانے کی وجہ سے پھر اخبار ایک ماہ پیچھے جا پڑا ہے اور ایسے نقصان کی حالت کو مدنظر رکھکر یہی مناسب معلوم ہوا ہے۔ کہ جقدر

اس روز ایک لاش منڈوا میں ہوگی - لاہور کیا - کل جہاں تو دیکھیگا - کفن لیکر آنا - اگر تو نہ آیا - تو یاد رکھ - جس نے تیری جگہ پڑھا - اس پر بھی ہاتھ صاف ہوگا مختصر ہے - جسقدر چاہے - مفصل سمجھے - میں اپنے گھر سے رخصت ہوکر آیا ہون - تجھے خبر کرکے شیرون کی طرح مارون گا - بشن داس"

مگر نادان نویسندہ کو یہ خیال نہ آیا - کہ وہ مرد جو کہ شیر بنکر دنیا میں آیا ہے - کیا ان گیدڑ بھبکیون سے ڈر سکتا ہے - چنانچہ آپ نے تین ۳ دفعہ بالاخانہ سے تشریف لاکر عام پبلک مین لکچر دیا - اور پھر ۳ ستمبر کو آپ خاص لکچر گاہ مین بھی تشریف لے گئے - چونکہ خدا کا وعدہ ہے - کہ وہ ہر ایک شریر کی شرارت اور گزند سے محفوظ رکھے گا - اور آپ اپنی طبعی وفات سے فوت ہونگے - اس لئے کسی کو مجال نہیں - کہ آپ کا بال تک بھی بیکا کر سکے - اور یہ پیشگوئی جو خدا کیطرف سے ہے - اس امر کی متقاضی تھی - کہ اس قسم کی دھمکیان دی جاوین -

وسعت اخلاق اور رحم علیٰ خلق اللہ

۲۸ اگست کی صبح کو یکشنبہ کے روز جب آپ تشریف لائے اور ایک تقریر فرمائی - تو قریب ایک صد آدمیون کے بیعت مین داخل ہوئے - چونکہ ہجوم کثرت سے تہا - اور فرداً فرداً بیعت لینے میں وقت بہت خرچ ہوتا تہا - اس لئے پگڑیان لمبی ڈالدی گئین - جن کو لوگون نے پکڑ لیا - اور سب نے کلمات بیعت کی تکرار کرکے - وَاعتصمُوا بحبل اللہ جمیعًا کو ظاہری الفاظ پر پورا کر دیا - علاوہ اس دن کے اور دنون مین بھی لوگ جوق جوق آکر بیعت کرتے رہے - اور ہمارا خیال ہے - کہ قریب چار پانسو آدمیون کے داخل بیعت ہوئے - لاہور کے اس شقی گروہ کے ممبرون سے جو کہ علانیہ لوگون کو دیدار اور ملاقات سے روکتے تھے - اور اُسے سخت معصیت اور گناہ کبیرہ بتلا بتلا کر شمولیت وعظ وغیرہ سے بھی لوگون کو باز رکھتے تھے - پوچھنا چاہیے - کہ آخر ان کی کوشش کس کام آئی - سوائے اس کے کہ اونہی کی جمعیت مین سے ایک کثیر تعداد ہماری طرف آگئی - ان کو کیا نتیجہ حاصل ہوا - بیعت کے بعد جماعت کے لوگ مصافحہ کے لئے اُمنڈ پڑے - چونکہ ایسے انبوہ میں دوست دشمن کی تمیز ہونی مشکل تھی - اس لئے چند جان نثارون نے پولیس کو ایما کیا - کہ سختی سے لوگون کو پراگندہ کر دیا جاوے - اور خود ایک حلقہ باندھ کر اس روحانی گروہ کے سالار قافلہ کے گرد کھڑے ہوگئے - کہ کوئی گزند کسی قسم کا نہ پونچے لوگون سے درشتی ہوتی دیکھکر آخر کار بنی نوع انسان کے سچے ہمدرد اور غمگسار مرسل من اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نہ رہا گیا - اور آپ نے فرمایا - کہ تو ہماری جماعت کے بعض لوگ بعض پر سختی کر رہے ہین - جو کہ ہمین پسند نہیں - اس لئے ان کو اور پولیس کو منع کر دیا جاوے - کہ درشتی سے پیش نہ آوین - میں تو کہتا ہون کہ وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللہ - کا الہام جو ہوا تہا - وہ آج ہی کے روز کے لئے ہے - کہ جو لوگ ہم سے ملنا چاہتے ہین ان کو سختی سے روکا جاتا ہے - پس میں چاہتا ہون - کہ کسی کو روکا نہ جاوے - اور سب کو اجازت دی جاوے - کہ وہ ملاقات کرین - اس ارشاد پر چند مخلصین نے ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ کر دو رویہ ایک گلی سی بنا دی - اور یہ انتظام کیا - کہ ایک ایک شخص جاوے - اور مصافحہ اور ملاقات کرکے واپس آجاوے - چنانچہ یہ نظارہ ایک گھنٹہ یا اس سے زیادہ دیر تک رہا - اور ہر ایک شخص نے من بھاتی مراد پائی یہ ہے وسعت اخلاق کی - جو ہمیں آپس مین ایک دوسرے کے ساتھ برتنی چاہیئے -

متفرق اوقات پر جو خاص لوگ آتے تھے - بشرط فرصت ان کو حضرت اقدس ملاقات کے لئے بالاخانہ پر بلا لیتے تھے -

آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی کچھ یہ بھی سنت چلی آئی ہے کہ جب کبھی کوئی مضمون یا کتاب تصنیف کرنی ہو تو ضرور کسی کسی عارضہ مین مبتلا ہو جاتے ہین - چنانچہ ان ایام میں بھی ایسا ہی ہوا - کہ وہ مضمون جو کہ پڑھا جانا تہا - اس کی تاریخ قریب آگئی - اور صرف دو تین دن باقی رہگئے تھے کہ آپ آشوب چشم کے عارضہ میں مبتلا ہو گئے - ایک تو لاہور کے لوگون کی درخواست ملاقات سے فرصت نہ تھی دوسرے یہ عارضہ چشم اس لئے آپ نے حکم دیا کہ دو دن تک نہ کوئی شخص ہماری ملاقات کو آوے - اور نہ کوئی رقعہ کسی قسم کا اوپر پہنچے - حتےٰ کہ عورتون کو بھی بالاخانہ پر آنے کی ممانعت کر دی گئی تھی - اور اسی بیماری کی حالت میں مضمون کا وہ جام طیار کیا گیا جس مین نوع انسان کی نجات کا شربت لبریز تھا - اور ایک ایک لفظ سے وہ درد دل ٹپکتا تہا - جو ایک مادر مہربان کے دل مین اپنی حقیقی اولاد کو دکھ کا نشانہ ہوتے ہوئے ملاحظہ کرنے سے پیدا ہوتا ہے -

حکیم نورالدین صاحب کی مجلس

حکیم نورالدین صاحب کی نشست اس وسیع عمارت میں تھی - جو کہ میان چراغ الدین صاحب کی ملکیت اور مبارک منزل کے نام سے مشہور ہے - اور جس میں میان صاحب کے فرزند رشید حکیم محمد حسین صاحب احمدی اینڈ برادرز کا طبی کارخانہ مرہم عیسےٰ کے نام سے قایم ہے - اور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے صلیب پر سے زندہ اتر آنے اور بعد ازان اسی مرہم کے ذریعہ سے جیسے کہ طبی کتابون اور تواریخ سے ثابت ہے - صلیبی زخمون سے شفا پاکر اور ایک عرصہ زندہ رہ کر پھر طبعی موت سے مرنے کی ایک عظیم الشان یادگار ہے جہان پر یہ مرہم خصوصیت سے بہت ہی نفیس اور اعلیٰ درجہ کا طیار ہوتا ہے - اور اس کے علاوہ دوسرے نسخہ جات بھی عجیب وغریب طیار ہوکر مشتہر ہوتے رہتے ہین - احمدی احباب کو علاج معالجہ کے لئے خصوصیت سے اس کارخانہ کیطرف توجہ رکھنی چاہیئے - اور خود مالکان کو دواؤن کی قیمت میں رعایت - روحانی اور جسمانی بیماریون کے مریض جوق درجوق حکیم نورالدین صاحب کے گرد بیٹھے رہتے روحانی مریض تو اعتراضات اور شکوک جو مذہب کے متعلق ہوتے - عرض کرتے اور جسمانی بیمار اپنے اپنے مرض کے نسخہ جات لیتے - صبح سے لے کر عشا کیوقت تک یہ جمگھٹا اسی طرح رہتا - اور لوگ حکیم صاحب کی نشست کے اس عزم اور استقلال پر عش عش کرتے - چند ایک آریہ صاحبان آکر مسئلہ تناسخ پر مباحثہ کرتے رہے - جسے ہم انشاءاللہ تعالیٰ کسی آیندہ نمبر مین درج کرین گے - انہی ایام مین میان محمد چٹو صاحب مرید چکڑالوی کو اپنے عقاید کی شہرت کا عمدہ موقعہ ملا - ابتدائی چند ایام مین ان کا یہ شیوہ رہا کہ علی الصباح حضرت حکیم صاحب کی مجلس میں آجاتے - اور کئی کئی گھنٹہ تک بیٹھکر اذکار سنتے - اس اثنا مین ان کو ایسے موقعہ بھی ملجاتے - کہ نو وارد لوگون کو اپنے خیال اور اعتقاد سے واقف کرین - لیکن دال نہ گلی - اور آخر تو جب دیکھا - کہ کوئی نتیجہ مرتب نہیں ہوتا - تو آنا چھوڑ دیا - مگر ان کے آنے سے ایک عجیب شہادت ہمین اپنے دوست احمدی گوجراتی کے ذریعہ سے یہ ملی - کہ محمد چٹو صاحب نے ۲۰ اگست کو لوگون کے سامنے یہ بیان کیا - کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے مجھے کہا تہا - کہ مرزا صاحب کی بیعت کر لو کیونکہ اس کے بغیر نجات نہیں - یہ کلمات ہم نے اپنے کانون تو نہیں سنے - صرف روایتاً بیان درج کئے گئے ہین اور چند ایک باتیں اور نکات جو انکے مشن کے متعلق ہوئیں - اُسے بھی ہم انشاءاللہ کسی آئندہ نمبر مین درج کرین گے

چونکہ عام طور پر یہ مشہور تہا - کہ حضرت اقدس علیہ السلام کا قیام ۳ ستمبر تک لاہور مین ہے - اس لئے حضرت حکیم نورالدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب کی رائے یہ تہی - کہ اب سفر کے قیاس پر نماز قصر اور جمع کرکے ادا نہ کیجاوے - بلکہ پوری نماز اپنے اپنے وقت پر ادا کی جاوے - اور بعض دیگر اصحاب کا خیال تھا - کہ جب تک ۱۵ دن کا قیام نہ ہو - تب تک سفر ہی شمار ہوگا اور قصر نماز جمع کرکے ادا ہوگی - آخر کار اس امر کے فیصلہ کیلئے

حضرت امام الزمان کیطرف رجوع کیا گیا۔ اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک رقعہ بدین مضمون حضور کی خدمت والا میں تحریر کیا۔

آقائی صلوٰۃ اللہ علیک وسلامہ

امام بخاری کے اجتہاد کیموافق پہلے ہم قصر کرتے ہیں کہ جب تک ہمیں یہ یقین نہ ہوجاوے۔ کہ تین روز سے زیادہ ہمارا قیام ہوگا۔ اب لاہور میں قریب دس روز تک قیام ہے جناب کیا فرماتے ہیں۔ خاکسار عبدالکریم

اس کا جواب حضرت اقدس کیطرف سے آیا وہ یہ ہے

دراصل قیام کا ارادہ کوئی مستقل نہیں ہے۔ صرف ظنی ...... ہے۔ ہم بغیر کسی کام کے تفریح خاطر کے لیئے آئے ہیں شدت گرمی۔ یا اور وجوہ کے باعث۔ یا ارادہ بدلنے کے باعث ہم کوچ کرنے کو طیار ہیں۔ آئیندہ آپ کا اختیار ہے۔ ہمارا کوئی مستقل اور یقینی ارادہ نہیں ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد

لاہور کے ہمعصر اس واقعہ کا بیان کردینا بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے قیام میں لاہور کے بعض ایڈیٹران اخبار نے کیا حصہ لیا۔ کل ایڈیٹروں سے تو ہمارا تعارف اور روشناسائی ہے نہیں۔ ہاں دو صاحب اکثر احمدی محفلوں میں نظر آتے تھے۔ اور انہی کے متعلق ہم یہاں ریمارک کرینگے

ایک تو پیسہ اخبار کے اسسٹنٹ ایڈیٹر تھے۔ جنکی نسبت ایک ہمارے معزز اور محترم دوست کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ جب ان پر یہ سوال ہوا۔ کہ آپ کا اخبار ہر ایک فرقہ اور مذہب اور ملت کے مضامین لیتا ہے۔ اور اُسے بذات خود کسی کے اعتقاد سے کوئی تعلق نہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ فرقہ احمدیہ پر ہمیشہ مخالفانہ ہی ریمارک نکلتے ہیں۔ اس کا جواب ایڈیٹر صاحب نے یہ دیا۔ کہ میں سوچ کر بتلاؤنگا۔ جس پر محترم دوست نے فرمایا۔ کہ سوچ کے جو جواب دیا جاتا ہے۔ وہ مصنوعی ہوتا ہے۔ اور ایک موقعہ پر ہمنے خود ان ایڈیٹر صاحب اپنے محترم دوست سے یہ کہتے سنا۔ کہ شروع ہی سے پیسہ اخبار کی پالیسی کچھ ایسی رکھی گئی ہے۔ کہ سمجھ نہیں آتی۔ اب میں کوشش کرونگا۔ کہ ایسے نقص رفع ہو جاویں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اس کے بعد روزانہ کو پیسہ اخبار کے کالموں میں حضرت مرزا صاحب کے ایک خادم کی قلم کے مضامین نکلتے رہے۔ اگرچہ ان کے عنوان پر ایڈیٹر صاحب کا عناد اور ظرف قلب کی تنگی ٹپک رہی تھی اور ممکن ہے۔ کہ جن اسسٹنٹ ایڈیٹر صاحب کا تذکرہ ہم نے کیا ہے۔ ان کو عنوانی مضامین سے اتفاق رائے نہ بھی ہو۔ تو بھی ہم ان کی اس امر کی تعریف کرتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے کہا تھا۔ اُسے ایک حد تک نبھا دیا بشرطیکہ آئیندہ بھی پیسہ اخبار کا یہی مسلک رہے۔ اگرچہ ہمیں یہ اُمید نہیں۔ کیونکہ ظلمت کو جو مخالفت نور سے ہے۔ وہ کبھی ہٹ نہیں سکتی۔

دوسرے ایڈیٹر صاحب ہمارے مشفق میاں فوق ایڈیٹر پنجہ فولاد تھے۔ جو کہ بعض اوقات ناظرون میں دیکھے جاتے تھے۔ اور جنہوں نے ۲۸ راگست کے پرچہ میں حضرت مسیح موعود کی آمد پر ایک لیڈر بعنوان "مرزا صاحب قادیانی کو جنون تو نہیں"۔ لکھا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اس مضمون میں ایک بڑی حد تک انہوں نے راستی اور انصاف کو مدنظر رکھ کر خلاف اور بلا تحقیق واقعات کو درج نہ کیا۔ بلکہ صحیح واقعات لکھے۔ اور حضرت مرزا صاحب کے مجنون نہ ہونے پر جو تقریر حضرۃ حکیم نورالدین صاحب نے فرمائی تھی۔ اس کا خلاصہ بھی درج کیا۔ اور اپنی طرف سے بھی کچھ نظائر دیکر تقریر کی تائید کی۔ اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ حق اور انصاف پروری کی داد ایک حد تک اس طرح سے بھی دی۔ کہ پیسہ اخبار جو برائے نام مولویوں کو اس لیئے وقعت دیتا ہے کہ وہ مرزا صاحب کی مخالفت اور عناد میں اس کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ اس کی اصلاح کی کوشش چند فقرات سے کی۔ جن کو ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

> جس طرح سر سید مرحوم کے پیروؤں اور عام مسلمانوں کو ان کے بعض مذہبی عقائد میں اختلاف تھا۔ اور اب تک ہے اور جسکی مخالفت آج تک جاری ہے۔ اسی طرح مرزا صاحب کے بعض عقاید میں بھی عام مسلمانوں کو اختلاف ہے۔ اور بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے ہونا چاہیئے۔ مگر "ولی را ولی می شناسد" کے اصول کے مطابق معترض کی شان اور اس کا علمی پایہ بھی کم سے کم فریق ثانی کے مقابلہ کا تو ہو۔ جس طرح کہ بڑے آدمی چھوٹے اور کمینہ آدمیوں سے ہمکلام نہیں ہوتے۔ یا جس طرح معزز وموقر اخبارات پر اگر کوئی ذلیل اور کم درجہ کا اخبار حملہ کردے۔ تو وہ ہرگز اُس کا جواب نہ دیوینگے۔ اسی طرح بعض شہرت کے طالب اور بے علم چند جاہلوں کو خوش کرنے کے لیئے کسی بڑے آدمی کی مخالفت پر اگر کمر باندھ لیں تو ان کی ان یاوہ گوئیوں سے کیا ہو سکتا ہے؟
>
> ۲۶ راگست کا روزانہ پیسہ اخبار لکھتا ہے "کہ خانقاہ شاہ محمد غوث میں ۱۲ راگست سے ہر روز رات کو مرزائے قادیان کی تردید کے لیئے کئی "مولوی صاحبان" کی علمی حیثیت کا اندازہ لگایا جاسکتا۔ اگر پیسہ اخبار ان کے نام بھی شایع کر دیتا۔ کیا وہ لوگ رسول اللہؐ کو "رسول اللہ" اور صلی اللہ کو صلے اللہ کہتے اور رکابی مذہب رکھتے۔ اور پریسوں میں قلیوں کا کام کرتے یا کرچکے ہوں۔ "مولوی صاحبان" کے معزز نام سے پکارے جانے کے قابل ہیں۔

لیکن نہ معلوم کہ کن وساوس اور خطرات نے ان کے قلب کو پکڑا جس کی وجہ سے ان کو آخر حصہ مضامین میں حضرت مرزا صاحب کی ذاتیات کا ذکر خصوصیت سے بلا تحقیق اصل واقعات کے اس طرح سے کرنا پڑا۔ جو ایک حقائق شناس اور دقیقہ رس انسان کی شان کے شایاں نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ انہوں نے عوام کی طرف سے یہ بات لکھی ہے۔ کہ مرزا صاحب رات دن زنان خانہ میں مست اور عورتوں کے جمگھٹوں میں خوش رہتے ہیں۔ ...

اور مرزا صاحب نے کل مریدوں کو اپنی عورتیں ہمراہ لانے کی تاکید کی۔ اور بعض مرید غیر حاضر۔ لیکن ان کی عورتیں موجود ہیں۔ پھر لکھا ہے۔ کہ ان کے مرید کہتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب خاص مضمون کی طیاری کر رہے ہیں۔ یہ ریمارک میاں فوق کا ہے۔ جس پر ہمیں افسوس ہے۔ کیونکہ حضرۃ مرزا صاحب کی جو تقریریں بذریعہ البدر و الحکم ان کو پہنچتی ہیں۔ یا خود جو لکچر آپ کا انہوں نے لاہور میں دو مرتبہ سنا۔ ان کو دیکھکر یا سن کر یہ گمان ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے عزیز اوقات کا حصہ عورتوں میں گذارتے ہیں۔ اور کیا کہ عورتوں میں مست رہنے والے شخص کا یہ حصہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ دین اسلام اور قرآن شریف کے زندہ مذہب اور زندہ کتاب ہونے کا مُدعی ہو۔ اور عملاً اُسے ثابت کرکے دکھلاوے۔ اور دو لاکھ کے قریب انسان اس کے ہاتھ پر گناہ سے توبہ کرکے نفوس کا تزکیہ حاصل کرتا ہو۔ اس ریمارک پر اُن کو یہ خیال نہ آیا۔ کہ عیسائی لوگ آن حضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اس قسم کے ریمارک کرتے ہیں۔ کیا اچھا ہوتا۔ کہ وہ وجوہات بالا کو مدنظر رکھ کر ایک دور اندیش دل اور غور کن دماغ سے ایک صحیح نتیجہ نکالتے اور پھر جہاں اختلاف رائے لکھا تھا۔ اپنی بھی رائے لکھ دیتے۔ اور اگر عوام کا خیال اُن کے نزدیک قابل قدر تھا۔ تو کم از کم اتنی کوشش ہی ضرور کرتے کہ لاہور کی مستورات جوق در جوق آتی ہیں۔ ان کو ہی روک دیا جاوے۔ یا نہیں

سے چند ایک کی شہادت سے کر اپنے خیال کی اصلاح کر لی جاتی۔ اور اس سے بڑھ کر ہمیں افسوس۔ ٹنکے اس شعر پر ہے۔ ؎ بک گیا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ ✽ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔ جو کہ مضمون کے آخر میں ہے اگرچہ اس شعر کے رقم کرنے سے انہوں نے فہیم لوگوں کے نزدیک اس آرٹیکل کی وقعت کو کھو دیا ہے۔ اور اپنے عزیز اوقات کو بالکل ضایع کرنے کا ثبوت دیا ہے۔ کیونکہ جس حالت میں تمام مضمون جنوں کی بکواس ہوا۔ تو اس سے کوئی شخص مضمون نویس کی کسی مخالف یا موافق رائے کو وقعت نہیں دیگا۔ لیکن اسی مضمون میں چونکہ وہ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کی تقریر پر یہ نوٹ ریمارک کرتے ہیں "مگر کیا مخالفین مولوی صاحب کے جواب میں دیوانہ بکار خویش ہشیار نہیں کہہ سکتے" اس لئے ہم انہی سے پوچھتے ہیں۔ کہ آپ جو مجنون بنتے ہیں تو کس ہوشیاری کو مد نظر رکھا ہے"۔ اور کیا مرزا صاحب کو مجنون کہنے کا ہی تو یہ نتیجہ نہیں کہ خود کو مجنون لکھدیا! اور ہم امید کرتے ہیں۔ کہ آیندہ ریمارکوں میں وہ اس نصیحت کو یاد رکھیں گے۔ جو کہ لاہور میں حضرت مرزا صاحب نے وسعت اخلاق اور اختلاف مذاہب پر خود کھڑے ہو کر کی تھی۔ کیا ایڈیٹر کے عنوان میں بھی ٹھوکر کا ذکر یوں کیا ہے۔ ؎ افتادگی میں ہی مجھے معراج ہے نصیب۔ ٹھوکر بھی کہاں ہے تو نجبت کی راہ میں۔ وہی ٹھوکر خود تو نہیں کھائی۔ کاش کہ وہی ہو۔

مسلمان ہمعصروں سے ضروری خطاب

ہمیں اپنے بعض اہل اسلام ہمعصروں پر کمال افسوس ہے کہ وہ صرف اخبار کی اشاعت پر بد اثر پڑتا ہوا دیکھ کر یا چند ایک متمول اور ذی وجاہت لوگوں کی ناراضگی کو مد نظر رکھ کر عمداً اظہار حق سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ غیر از اسلام لوگوں کے حالات اور تقریریں تو وہ انشراح صدر سے لکھیں لیکن حضرت مرزا صاحب کے صحیح حالات اور آپ کی تقریروں کو درج کرتے وقت ان کو موت کا سامنا ہو غضب خدا کا کہ مسز اینی بسنت باوجود بت پرست ہونے کے اگر اسلام پر لکچر دے۔ یا ایک عیسائی انگریز ولایت یا امریکہ سے آیا ہوا اسلام پر تقریر کرے۔ تو اُسے فخر سے اخباروں میں لکھا جاوے۔ اور ترجمہ در ترجمہ ہو کر ان کی اشاعت ہو۔ لیکن جب ایک شخص جو فدائے اسلام ہے اور کیا بہ لحاظ اپنی لیاقت کے۔ کیا بہ لحاظ وجاہت کے کیا بہ لحاظ شہرت کے اسلام کی تائید میں تصانیف کرے۔ تقریریں کرے۔ مخالف مخالفین مذاہب کو دعوت دے تو اس کے کلام سے نفرت کی جاوے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ دعوے کو چھوڑ کر کیا حضرت مرزا صاحب کی تصنیفات اور تقریروں میں کوئی بھی بات اس قابل نہیں ہوتی کہ جس کو تم لوگ اسلام کی طرف سے فخر کے طور پر دوسرے مذاہب کے آگے پیش کرو۔ اس زمانہ میں یہ بھی ایک ظلم عظیم ہے۔ جو کہ اہل اسلام کے قومی اخباروں کے ایڈیٹروں کے ہاتھ سے ہو رہا ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ یہ صرف ایک مشرکانہ خیال ہے۔ جس نے ان اسلام کے نام لیوا ایڈیٹروں کو اس بابرکت کام سے روک رکھا ہوا ہے۔ ان کے دماغ میں یہ ہے کہ چونکہ ہمارے خریداروں کا کثیر حصہ مرزا صاحب کا مخالف ہے۔ اس لئے اگر ہم ان کی کسی بات کی تائید کریں گے۔ یا ان کے مضامین درج اخبار ہونگے۔ تو لوگ مرزائی خیال کر کے اخبار کی خریداری سے دست بردار ہوں گے۔ حالانکہ آج اگر ان کو معلوم ہو۔ کہ ہماری اخبار کے خریداروں کا بڑا حصہ مرزائی ہے۔ تو یہ زر پرست قوم آج ہی اپنا رخ بدلدے یہ لوگ اور دوسرے ان کے ہم خیال بالکل یخشون الناس کخشیۃ اللہ او اشد خشیۃ۔ کے مصداق ہیں کہ وہ لوگوں سے ایسے ڈرتے ہیں۔ جیسے کہ اللہ سے ڈرنا چاہیئے۔ بلکہ خدا سے بھی زیادہ ان کو لوگوں کا ڈر ہے۔ کاش کہ ان کو خدا پر ایمان ہوتا اور وہ ایسے ادنیٰ قدر دوں کا خیال کرتے جن کا وہ واقعی صاحب ہے۔ کہ اگر ہم اظہار حق سے اپنے مولا کریم کو خوش کریں گے۔ تو وہ ہر حال میں ہمارا حامی و ناصر ہوگا۔ اور ان کو علم ہوتا۔ کہ اللہ تعالیٰ محسن کا اجر ضایع نہیں کرتا۔ تو وہ اس جرم کے مرتکب ہرگز نہ ہوتے۔ اور یہی وہ ایمان ہے۔ جس کی روح لوگوں میں نفخ کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے ہیں۔ لیکن جہاں تک ہمارا خیال ہے وہ وقت بھی آنیوالا ہے۔ جبکہ ان لوگوں کو طوعاً و کرہاً یہی بات کرنی پڑیگی۔ جو کہ ہم اب چاہتے ہیں۔ اور ہم امید کرتے ہیں۔ کہ بعض ایڈیٹر صاحبان کو ہمارا اس رائے سے اتفاق ہے۔ وہ ضرور ہماری تائید میں قلم اٹھائیں گے۔ اور یاد رہے۔ کہ جس مسلک پر ہم نے ان کو خطاب کیا ہے۔ اس کے اختیار کرنے کیلئے پیروی نہیں ہے۔ کہ وہ مرزا صاحب کے مرید ہی ہوں بلکہ فرائض منصبی کی تکمیل اور وسعت اخلاق کا سبق ہے۔

لاہور میں دو جمعے

اس قیام میں دو جمعے ہوئے جن میں سے اول جمعہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے اور دوسرا جمعہ حضرت حکیم الامت حکیم نورالدین صاحب نے پڑھایا۔ ۲ ستمبر کو جمعہ کی نماز طیار تھی۔ کہ اتنے میں یہ روح افزا بشارۃ پہنچی کہ خود حضرت مسیح موعود تشریف لانے والے ہیں۔ تھوڑی سی انتظار کے بعد حضور علیہ السلام رونق افروز ہوئے حکیم الامت حکیم نورالدین صاحب نے سورہ انا اعطینک الکوثر کی تفسیر خطبہ میں فرمائی۔ بعد ادائگی جمعہ حضرت اقدس بر حسب درخواست خدام ایک کرسی پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور پنجابی زبان میں تقریر فرمائی۔ جس میں حضار مجلس کو موت سے خوف اور آیندہ کی فکر گناہ سے توبہ اللہ تعالیٰ کی صفت غفاریت اور رحیمیت پر وعظ فرمایا جسے ہم انشاء اللہ دوسرے موقعہ پر ہدیہ ناظرین کریں گے۔

احمدی جماعت کے محترم اور مکرم حضرۃ مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی بھی اس جمعہ میں شریک تھے ان آخری ایام میں آپ بھی تشریف لے آئے تھے۔

(باقی آیندہ)

قادیان اور سلسلہ احمدیہ کی خبریں

—— ۱۵ ستمبر کو قادیان میں عمدہ بارش ہو گئی ہے۔ اگرچہ وہ کافی نہیں کہی جاتی۔

—— حکیم الامت حکیم نورالدین صاحب بالارشاد حضرۃ اقدس ایک ہفتہ سے زیادہ ہوا کہ گورداسپور تشریف لیگئے۔ آپکی عدم موجودگی میں چھوٹا لڑکا عبدالقیوم سخت بیمار ہو گیا۔ اس وجہ اپنے اہل وعیال کو اپنے وہیں طلب کر لیا ہے

—— سنا گیا ہے۔ کہ خود حکیم نورالدین صاحب گورداسپور میں علیل ہو گئے۔ مگر اب آرام ہے

—— حضرت مولانا عبدالکریم صاحب لاہور سے سیالکوٹ تشریف لیگئے

—— مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی جلسہ لاہور کے اختتام کے بعد قادیان میں مقیم ہیں۔ اور ایسے وقت میں ان کی موجودگی غنیمت ہے

وفات۔ سید میر گلشاہ صاحب احمدی جو سید حیات علی شاہ صاحب احمدی کے برادر عزیز تھے۔ افسوس کہ ۱۸ اگست کو بعارضہ دق و سل فوت ہو گئے۔ ان کے بھائی حیات علی شاہ صاحب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور نماز جنازہ کی درخواست احمدی جماعت سے کرتے ہیں۔ مرحوم ایک جوشیلا احمدی نوجوان تھا۔ خدا غریق رحمت کرے۔

—— ۱۶ ستمبر کو قادیان میں ایک غیر احمدی نوجوان ۳ گھنٹہ کے اندر اندر بیمار ہو کر مر گیا۔ بام سے اچھا بھلا آیا تھا چھاتی سے خون آیا۔ یہی موت کا باعث ہے۔

—— مقدمہ گورداسپور میں صفائی کے گواہ حضرۃ اقدس کیطرف سے لئے جا رہے ہیں۔ شیخ یعقوب علی صاحب کے مقدمہ میں ۔۔۔ یکم اکتوبر کو حکم سنایا جاویگا۔

—— قادیان میں ایک سناتن دہرم سبھا زیر اہتمام پنڈت شام لال صاحب قایم ہوئی ہے۔ سنا گیا ہے کہ آریہ مخالفت پر آمادہ ہیں۔ مگر امید ہے کہ پنڈت صاحب اُن کی مخالفت کی پرواہ نہ کرینگے۔

—— لاہور میں اپنے خدام مہمانوں کی تکلیف محسوس کر سنا گیا کہ حضرت اقدس کا ارادہ سیالکوٹ تشریف لے جانے کا سردست ملتوی ہے مگر سیالکوٹ کی سابق بالاتر جماعت حسن انتظام میں معروف ہے،

انوار الاسلام پریس قادیان میں باہتمام منشی محمد افضل جہیکر شایع ہوا۔